عید کی نماز اور اس کی ادائیگی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

”بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ میں فرض کی گئی ہے“۔

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! عام طور پر رمضان وعید کے چاند میں ہمارے ہندوستان میں نیز بعض اور ممالک میں اور سعودی عرب میں ایک یا دو دن کا اختلاف ہوتا ہے، اس موقع پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب سعودی عرب میں چاند نظر آ گیا تو سب کو اسی کا اتباع کرنا چاہئے، اور بعض لوگ ایسا بھی کرتے ہیں کہ سعودی چاند کے حساب سے ہی یہاں روزے رکھتے اور عید مناتے ہیں، ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک لندن، امریکہ وغیرہ بعض اور ممالک میں بھی یہی اختلاف لوگوں میں دیکھنے

وسننے کو ملتا ہے، اس سلسلہ میں کیا صحیح ہے؟ اور جو لوگ سعودی عرب کا اتباع کرتے ہیں ان کی یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟

ایک اہم بات سمجھ لیں

اس سلسلہ میں سب سے پہلے ایک بات سمجھ لیں کہ اہل علم میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ ایک جگہ چاند نظر آجائے تو دوسرے تمام مسلمانوں پر اس کا اتباع لازم ہے یا نہیں؟ اس میں متعدد اقوال ہیں اور اس میں اکثر علماء کا مختار اور معتمد یہ ہے کہ اختلاف مطالع کی وجہ سے ایک جگہ کا چاند لازمی طور پر دوسری جگہ کے لئے قابل قبول نہیں ہوتا، کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ چاند کے مطالع میں علاقہ کے لحاظ سے اختلاف ہوتا ہے، لہٰذا یہاں کے لوگ یہاں کے مطلع کا اور وہاں کے لوگ وہاں کا اعتبار کریں۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ نے بھی اسی رائے ونظریہ کو اختیار کیا ہے، تاہم ایک نقطہ نظر کے مطابق یہ گنجائش ہے کہ کوئی سعودی عرب کا اتباع کرلے، مگر یہاں جس اہم پہلو پر توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص ایک ایسی بستی میں جہاں اہل علم کی کمیٹی ہو اور وہ رویت ہلال کے بارے میں جانکاری لیتی ہو اور سب کے لئے ایک لائحہ سناتی ہو اور وہاں کے مسلمان اس کمیٹی کے فیصلوں کا اعتبار کرتے ہوئے روزہ اور عید کرتے ہوں، ایسی جگہ میں کسی کا یہ نعرہ لگانا کہ سعودی میں جو فیصلہ ہوا ہم اس کا اتباع کرتے ہیں اور وہی قابل اتباع ہے، یہ بات صحیح نہیں ہے۔ ایک تو اس لئے کہ یہ کہنے والے سعودی کے علاوہ کسی اور ملک میں اگر چاند پہلے ہو تو اس کو ماننے کو تیار نہیں ہوتے، حالانکہ اسلام میں سعودی کی تخصیص کی کوئی دلیل نہیں اور نہ کسی امام کا مسلک ہے کہ صرف سعودی کے چاند کا اعتبار رہے، دوسرے اس لئے کہ اس سے امت میں انتشار واختلاف پیدا ہوتا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔

یہاں اس سلسلہ کے چند اہم فتاویٰ بیان کئے جاتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے۔ سعودی عرب کے معروف عالم دین اور وہاں کے مفتی اعظم علامہ شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے جو اس سلسلہ میں نہایت واضح و بصیرت افروز ہے وہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

ترکِ اختلاف کی تعلیم

''اس سلسلہ میں پاکیزہ شریعت کا جو حکم ہمارے سامنے واضح ہوا وہ یہ ہے کہ آپ پر اپنے یہاں کے مسلمانوں کے ساتھ روزہ رکھنا واجب ہے، اس کی دو وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اس دن ہے جس دن تم (مسلمان) روزہ رکھو، اور افطار یعنی عید اس دن ہے جس دن تم مسلمان افطار کرو، اور قربانی اس دن ہے جس دن تم قربانی کرو۔ اس حدیث کو ابوداؤد وغیرہ نے سند حسن سے روایت کیا ہے، لہٰذا آپ اور آپ کے بھائی جب تک پاکستان میں ہیں آپ پر ضروری ہے کہ وہاں کے مسلمان جب روزہ رکھیں اسی وقت ان کے ساتھ روزہ رکھیں، اور جب وہ افطار کریں اس وقت ان کے ساتھ افطار کریں، کیونکہ آپ بھی اس خطاب میں داخل ہیں اور اس لئے بھی کہ اختلاف مطالع کی وجہ سے رویت میں بھی اختلاف ہوتا ہے اور علماء کی ایک جماعت جن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی ہیں، اس طرف گئی ہے کہ ہر بستی والوں کے لئے ان کی اپنی رویت کا اعتبار ہے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تمہارا وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ روزہ و افطار میں اختلاف کرنا تشویش و انتشار اور سوال و جواب کے سلسلہ کی دعوت اور نزاع و اختلاف کو بھڑکانے کا باعث ہے، جبکہ اسلامی شریعت کاملہ اتفاق و اتحاد اور ایک دوسرے سے تقویٰ و نیکی میں تعاون پر ابھارتی ہے اور ترک اختلاف کی تعلیم دیتی ہے۔

شیخ بن باز کا فتویٰ

شیخ بن باز نے اسی سلسلہ کے ایک سوال کے جواب میں ایک اور فتوے میں لکھا ہے کہ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس ملک کے لوگوں کے ساتھ روزہ رکھے اور افطار کرے جس میں وہ رہتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس دن ہوگا جس میں تم روزہ رکھو اور افطار اس دن جس میں تم افطار کرو اور قربانی اس دن جس دن تم قربانی کرو۔

معروف عربی عالم ومفتی علامہ شیخ محمد بن صالح نے اپنے بعض فتاویٰ میں اگرچہ اس کی اجازت دی ہے کہ علماء کے ایک نظریئے کے مطابق کوئی چاہے تو مملکت سعودیہ کی اتباع کرسکتا ہے، تاہم انہوں نے جہاں اختلاف وانتشار پیدا ہونے کا خطرہ محسوس کیا تو اس سے منع کیا ہے، اور یہی کہا ہے کہ ہر علاقے کے لوگوں کو اپنے یہاں کے لوگوں کے ساتھ ہی روزہ وعید کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں ان کے ایک دو فتاوے عرض کیے دیتا ہوں۔

> ''ہم فلاں ملک میں خادم الحرمین کی جانب سے سفیر ہیں، یہاں ہمیں رمضان المبارک کے روزوں اور عرفہ کے روزوں کے بارے میں پریشانی ہے، اس بارے میں ہمارے ساتھی تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مملکت سعودیہ کے ساتھ روزہ رکھیں گے اور افطار یعنی عید بھی کریں گے، دوسرے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم جس ملک میں ہیں وہاں کے مطابق روزہ وعید کریں گے، تیسرے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم روزہ تو اس ملک کے مطابق رکھیں گے اور یوم عرفہ سعودی کے مطابق مانیں گے۔ آپ اس میں شافی جواب سے رہنمائی کریں۔''

اس سوال کے جواب میں علامہ نے لکھا کہ ''ایک ملک میں چاند نظر آئے اور دوسرے میں نہ دکھائی دے تو اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا تمام مسلمانوں پر اس پر عمل لازم ہے یا صرف ان پر جنہوں نے دیکھا، اور جو اُن کے مطلع میں ان کے موافق ہیں یا صرف ان پر جو ایک ولایت کے تحت رہتے ہیں۔ اس میں متعدد اقوال ہیں اور اس میں راجح قول یہ ہے کہ اگر دو ملکوں کا مطلع ایک ہو تو وہ ایک مانا جائے گا، لہٰذا ان میں سے ایک جگہ چاند دکھائی دے تو دوسرے ملک میں بھی اس کا حکم ثابت ہوگا، لیکن اگر مطلع میں اختلاف ہو تو ہر ملک کا الگ حکم ہوگا۔'' (پھر اس کے دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ) ''اس بنا پر تم لوگ روزہ رکھو اور افطار کرو جس طرح کہ اس ملک کے لوگ کرتے ہیں جس میں تم لوگ ہو، خواہ تمہارے اصل وطن (سعودی عرب) کے موافق ہو یا اس کے خلاف ہو۔''

اسی طرح شیخ نے اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ:
''مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کا کلمہ ایک ہو، اور وہ اللہ کے دین میں تفرقہ نہ ڈالیں، اور یہ کہ ان کا روزہ اور ان کی عید بھی متحد ہو، اور وہ اپنے یہاں کے دینی مرکز کا اتباع کریں، اور وہ اختلاف نہ کریں، حتیٰ کہ اگر ان کے یہاں روزہ سعودی مملکت یا کسی اور اسلامی ملک کے لحاظ سے بعد ہی میں کیوں نہ ہو۔ بہر حال وہ اپنے مرکز کا اتباع کریں۔ سعودی عرب کے مشہور دار الافتاء **اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء** کے فتاویٰ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔ ایک سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ:

''ہم ریڈیو سے سعودیہ میں چاند ہو جانے کی خبر سنتے ہیں، جبکہ ہمارے یہاں چاند نظر نہیں آتا، تو بعض لوگ اس پر روزہ رکھ لیتے ہیں اور اکثر لوگ انتظار کرتے

ہیں، اس سے بہت سخت اختلاف پیدا ہوگیا ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں فتویٰ دیں؟ تو اس کے جواب میں فتوے میں اولاً اختلاف مطالع کا ذکر اور اس میں ائمہ کے مسالک کا ذکر کیا گیا ہے پھر آخر میں لکھتے ہیں کہ جب ریڈیو یا کسی اور ذریعہ سے اپنے علاقے کے مطلع کے علاوہ کسی اور جگہ چاند ہو جانے کا ثبوت ہو تو آپ لوگوں پر لازم ہے کہ روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا معاملہ وہاں کے حاکم کے حوالے کر دیں۔

اسی طرح ایک اور فتوے میں لکھتے ہیں کہ اگر اختلاف ہو تو وہاں اگر مسلمان حاکم ہو تو اس کا فیصلہ لیں اور اگر مسلمان نہ ہو تو وہاں کے مرکز اسلامی کی مجلس کا فیصلہ مانیں، تاکہ اس ملک کے مسلمانوں کا روزہ وعید میں اتحاد باقی رہے۔

سعودی عرب کے ایک اور معروف عالم علامہ شیخ صالح بن فوزان سے سوال کیا گیا کہ: ''اگر کسی مملکت مثلاً سعودی میں رمضان کے آنے کا ثبوت ہو جائے اور دوسرے ممالک میں اس کے آنے کا اعلان نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ کیا ہم سعودیہ کے مطابق روزہ رکھیں؟ اور دونوں ممالک میں اختلاف ہو تو کیا حکم ہے؟

شیخ صالح بن فوزان نے اس کا جواب یہ دیا کہ ''ہر مسلمان اپنے ملک میں موجود مسلمانوں کے ساتھ روزہ وافطار کرے، اور مسلمانوں پر اپنے علاقے میں رویت کا اہتمام کرنا لازم ہے، اور وہ لوگ دوسرے ایسے علاقے کی رویت پر روزہ نہ رکھیں جو دوری پر واقع ہو، کیونکہ مطالع مختلف ہیں، اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ کچھ مسلمان کسی غیر اسلامی ملک میں ہیں اور وہاں مسلمان نہیں ہیں جو رویت کا اہتمام کریں تو وہ لوگ سعودیہ کے ساتھ روزہ رکھیں تو کوئی حرج نہیں۔''

یہ علماء عرب میں سے معروف اصحاب افتاء کے چند فتاوے ہیں، جن سے لوگوں کی غلطی واضح ہوگئی، جو یہاں یا کہیں اور رہتے ہوئے سعودی عرب کے چاند پر

رمضان وعید کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کو اس طرح کی غلطی سے باز آنا چاہئے اور مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پھیلانے سے احتراز کرنا چاہئے۔

عید کی نماز کی ادائیگی عیدگاہ میں ادا کیجئے

ملت اسلامیہ میں ہمیشہ سے ہی اس بات کا اہتمام رہا ہے کہ عیدین کی نماز عیدگاہ میں ادا کی جاتی رہی ہے۔ بخاری ومسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایات سے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نقل کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی عید کی نمازیں عیدگاہ جاکر ہی ادا فرماتے تھے، امام بغوی لکھتے ہیں کہ سنت نبوی یہی ہے کہ امام تمام لوگوں کو لے کر عیدگاہ جائے اور وہیں عید کی نماز ادا کرے۔ ہاں ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی روایت ابو داؤد شریف میں ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل قولاً وفعلاً ثابت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عیدگاہ میں پڑھنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اس کے خلاف کرنا سنت نبوی کے خلاف ہے۔ یہ بات سمجھنے کے قابل ہے کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کی نماز ہمیشہ عیدگاہ میں ہی ادا فرمائی، جو آبادی سے باہر کھلے میدانوں میں بنائی جاتی ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عیدین کی نماز کے لئے کھلی عیدگاہ کی کیا اہمیت ہے؟ ہاں مکۃ المکرمہ میں مسجد حرام کے متعلق علمائے اسلام کا کہنا ہے کہ وہاں عیدین کی نماز مسجد حرام میں پڑھی جاسکتی ہے، یہ بات مسجد حرام اور شہر مکہ کی مخصوص حالت کی وجہ سے ہے، عیدگاہ کی اہمیت سے وہاں بھی انکار نہیں، لیکن مسجد حرام سے باہر شہر کے اطراف میں کوئی وسیع میدان ہموار جگہ نہیں ہے اور مسجد حرام وسیع جگہ موجود ہے، اس لئے وہاں عیدین کی نماز مسجد حرام میں درست

ہے۔ یہ بات حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الامام میں لکھی ہے، فقہ حنفی کی کتابوں میں ہے کہ عیدین کی نماز کے لئے عیدگاہ جانا ہر حال میں مستحب ہے، خواہ مسجد بڑی ہو اور تمام نمازی اس میں سماسکتے ہوں، وہ فرماتے ہیں کہ مشائخ کی رائے یہی ہے کہ ان صراحتوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عیدین کی نمازیں عیدگاہ میں پڑھنا ہی اصل حکم شریعت ہے اور یہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تاکیدی حکم ہے اور سنت ہے، ہاں البتہ فقہائے کرام نے عیدین کی نماز مسجدوں میں پڑھنے کی اجازت صرف بدرجہ مجبوری میں ہے، اور وہ مجبوریاں صرف دو ہی ہیں۔

اول بارش کی شدت ہو اور عام لوگوں کو عیدگاہ میں جانا دشوار ہو، دوسرے زیادہ بوڑھے معذور اور بیمار لوگوں کے لئے بھی اجازت ہے کہ وہ مسجدوں میں عیدین کی نماز ادا کرلیں یا ایسی ہی کسی غیر معمولی ہنگامی صورت حال پیش آجائے کہ عیدگاہ کو جانا مشکل ہو جائے، جس کو بنیاد بنا کر ایک شرعی طریقے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول اور سنت رسول کو خواہ مخواہ عملی طور پر منانے کی کوشش کی جائے اور ہر بڑی چھوٹی مسجد میں عید کی نماز جاری کردی جائے جیسا آج ہو رہا ہے، ان باتوں پر آج کے نوجوان خاص طور پر غور فرمائیں کہ آسانی سے مسجدوں میں نماز ادا کر کے چھٹی لے لینا چاہتے ہیں، یہ کم ہمتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عمدہ طریقے کو چھوڑنے کے برابر ہے، تکبیر کہتے ہوئے عیدگاہ جانا، وہاں بڑی جماعت کے ساتھ عید کی نماز ادا کرنا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی نظر کرم و رحمت کے امیدوار بننا یہ بہت ہی اہم بات ہے۔ اس میں اسلام کی شوکت و عظمت کا مظاہرہ ہوگا، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستے سے عیدگاہ تشریف لے جاتے، تو دوسرے راستے سے عیدگاہ سے واپس آتے تھے۔ اس میں وہی حکمت ہے کہ مسلمانوں کی تعداد اور ان کے انداز

کا رعب قائم رہے، یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب عیدگاہوں کو آباد کیا جائے، اور چند مسجدوں میں نماز عید ادا ہو تو بھی اس میں بوڑھے، کمزور اور بیمار لوگ نماز عید ادا کریں گے، نوجوانوں کو ہر حال میں اپنے قریبی عیدگاہوں کا رخ کرنا چاہئے، بعض جگہوں پر مسلکی جھگڑے کھڑا کر کے مسلمانوں میں دو فریق ہوجاتے ہیں، ایک فریق مسجد میں اور ایک فریق عیدگاہ میں نماز ادا کرتا ہے، یہ انتہائی بدبختی ہے۔ عید کے وقت کم از کم اس طرح کے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر عیدگاہ میں تمام مسلمان ایک امام کی اقتداء میں نماز ادا کریں تو اللہ کی رحمت کے مستحق بن سکتے ہیں، لہٰذا عیدگاہوں میں عید کی نماز کا اہتمام کریں، تا کہ عہد رسول اللہ ﷺ کی سنت باقی رہے۔ اس کی ایک الگ برکت وسعادت ہے، ایسا لگتا ہے کہ مسلمان آرام پسندی اور جلدی سے نماز کو نمٹا لینے کے جذبے کی وجہ سے آگے آتے آتے عیدگاہوں میں نماز نہ پڑھنے میں سنت ہی ختم کردیں گے اور عیدگاہوں کو خالی دیکھ کر حکومت کے کارندے اس کو ہتھیا لینے کے ہتھکنڈے سوچنے لگیں گے۔

اس میں سب سے پہلا نقصان یہ ہے کہ ہماری وہ قیمتی جائیدادیں جن کو ہمارے بزرگوں نے وقف کر کے آنے والی نسلوں پر احسان فرمایا وہ جاتی رہیں گی، اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ یہ امت رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد مبارک کے مصداق بن جائے گی، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اخیر دور میں اسلام کی زنجیر کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹیں گی، جو بھی کڑی ٹوٹتی جائے گی لوگ اس کے بعد والی کڑی کو پکڑیں گے، یعنی اخیر دور میں ملت اسلامیہ میں یہ خطرناک رجحان اور اس کے بتدریج انحطاط کی پیشین گوئی کی گئی ہے کہ دین کی طرف لوگوں کو اچانک یک بار غفلت کا شکار ہوں گے، بلکہ آہستہ آہستہ دور ہوں گے اسی طرح عیدگاہ میں نماز

پڑھنے کے بارے میں ہے کہ لوگ اس کو اتنی ضروری سنت نہیں سمجھتے اور نماز عید مسجد میں پڑھنے کو معمول سمجھتے ہیں، حالانکہ بات ایسی نہیں ہے جیسا کہ معلوم ہوا، لہٰذا نوجوانوں اور تندرست افراد اس کا خیال کریں، عیدگاہ جائیں اور شان سے اللہ کا نام لیتے ہوئے جائیں، اور ایک راستہ سے جائیں اور دوسرے راستہ سے آئیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

☆☆☆